بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخالفین پاکستان

از افادات حضرت علامہ الحاج الشاہ

پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دارالعلوم غوثیہ ڈھوڈا شریف گجرات

مصنف

مولانا ابوالحامد

محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی علیہ الرحمہ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار، ۹۰ سیٹھی پلازہ

سیالکوٹ

مخالفینِ پاکستان

حسبِ فرمائش

پیرِ طریقت، راہبرِ شریعت حضرت صاحبزادہ

پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ

سجادہ نشین دربارِ عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف (گجرات)

مؤلفہ

محمد لطیف قادری

ناشر

قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

نام کتاب ــــ مخالفین پاکستان

تالیف ــــ [illegible]

اہتمام ــــ محمد صاحبزادگان

ناشر ــــ قادری کتب خانہ [illegible]

تزئین ــــ [illegible]

ضخامت ــــ ۶۴ صفحات

تاریخ اشاعت ــــ جنوری ۲۰۰۳ء

قیمت ــــ ۳۰ روپے

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابتدائیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مملکتِ خداداد پاکستان رب ذوالجلال کی نعمت ہے اس ملک کے حصول کے لیے سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے مشائخ عظام اور علماء کرام کا کافی حصہ ہے جو کہ مسلم لیگ میں شامل تھے۔ لیکن دوسری طرف کانگریس اور احرار دونوں جماعتیں پاکستان بنانے کی سخت مخالف تھیں ان دونوں جماعتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے دیوبندی اور اہلحدیث علماء تھے

لیکن مقامِ افسوس ہے کہ تاریخ کو بدلتے ہوئے آج مخالفینِ پاکستان کو تحریکِ پاکستان کا مجاہد قرار دیا جاتا ہے جبکہ یہ گاندھی کانگریس اور احرار کے نمک خوار تھے۔ اور پاکستان کی مخالفت میں انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔

اگر حکومت میں شامل حضرات بھی تاریخ پاکستان کو بدل کر پیش کریں تو مقامِ تعجب ہے اور پھر برسرِ اقتدار حضرات کا نوٹس لینا مزید افسوس کن ہے اس کتاب میں مستند تاریخی دستاویزات سے دیوبندی اور اہلحدیث علماء کی کانگریس نوازی اور پاکستان دشمنی کا ثبوت درج کیا گیا ہے۔ تاکہ نوجوان نسل مخالفینِ پاکستان اور محبانِ پاکستان کا تجزیہ کر سکے۔ آئے دن اخبارات میں حکومت کی طرف سے بھی یہ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ مخالفینِ پاکستان کے ارادوں کو ناکام بنا دیا جائے گا۔ لیکن دوسری طرف حکومت میں ان علماء کا کافی دخل بھی ہے۔

ملکِ پاکستان میں آئے دن تفرقہ بازی کی فضا کو ہوا دی جاتی ہے لیکن آج تک حکومت ان لوگوں کی نشاندہی نہیں کر سکی کہ یہ تفرقہ اور انتشار کی فضا پیدا کرنے والے کون ہیں؟ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جو علماء پاکستان کے مخالف تھے۔

آج وہ اس مملکتِ خداداد کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے۔ منبر و محراب سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے تفرقہ اور انتشار کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ بیرون ممالک سے بھی ان کو امداد کا ملنا اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ سب اہلسنت وجماعت کی مخالفت میں ہی ہو رہا ہے

علماء اہلسنت وجماعت نے کیونکہ یہ ملک بنایا ہے وہ ان کی حرکات بے باکیاں اور گستاخیاں برداشت کرتے ہوئے صرف دفاعی محاذ پر کام کر رہے ہیں۔

حکومت اور عوام کا فرض ہے کہ ان جماعتوں کے علماء اور تنظیموں پر کڑی نگاہ رکھے جن کے اکابر نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

نقش اسلام
WWW.NAQSEISLAM.COM

دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے۔

اسماعیل دہلوی کا فتوے

وہابیہ نجدیہ کے مرزا حیرت دہلوی نے اپنی کتاب حیات طیبہ میں لکھا ہے کہ،

مکہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور مکھوں کے نظارہ کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ہم ان کی رعیت ہیں اور دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے ہمکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ (تاریخ عجیبہ ص ۳۰ دہلی)

۱۔ حیات طیبہ مولانا اسماعیل کی عمر سو تھری میں مفتر سوانح امیر المومنین سید احمد رائے بریلوی مولانا صاحب کے حسب نسب اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں درج ہیں۔ توحید و سنت کی اشاعت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہے آخر میں مکھوں کے ساتھ مذہبی جہاد اور اس کے کامیاب ہونے کی کیفیت درج ہے۔ مرزہ مطلب کو حرکت میں لانا چاہتے ہو تو مطالعہ فرمائیں۔

(مطبوعہ مرزا حیرت دہلوی)

وہابی کی بجائے اہلحدیث کہلانے کیلئے ثناءاللہ کا انگریزوں کی خوشامد کر کے منظوری لینا!

انگریز حکام کے شکر گزار تھے۔ انہوں کو جاگیریں دی اور انعام سے بھی نوازا۔ کیونکہ انہوں نے مرزا کو نبی مانتے ہوئے اپنے لیے وہابی کہلوانے کی بجائے اہلحدیث کا نام منظور کروایا۔ انہوں نے اللہ اور رسول پر ایمان کی بنیاد پر آزادی کا اعلان کیا۔ ثناءاللہ نے سرکاری تحریرات میں خود کو اہلحدیث لکھوانے کے معاملہ کو بھی اٹھایا۔

محمد ایوب قادری لکھتے ہیں کہ:

"انہوں نے انگریز سے اہلحدیث کی ایک الگ شناخت کروانے کیلئے گورنر پنجاب کے ذریعے سے وائسرائے ہند کو درخواست دی۔ درخواست کرنے کی اس درخواست پر سرفہرست شمس العلماء مولوی حسین کے دستخط تھے۔ گورنر پنجاب نے وہ درخواست اپنی سفارش تحریر کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کو بھیجی۔ وہاں سے حسب ذیل حکم صادر ہوا۔ منظوری آگئی کہ آئندہ وہابی کہلانے کی بجائے اہلحدیث کا لفظ استعمال کیا جائے۔"

(حیات ثناء صفحہ ۲۲۲ از ایوب قادری)

قارئین کرام! اس درخواست کا جواب اور منظوری اصل انگریزی حکومتوں کی صاف کرتا اور صفحہ ہو گا پڑھیے اور فرانگوں کی کار ستانیوں کا اندازہ لگائیے:

درخواست کی منظوری انگریزی میں خود وہابیوں کے منہ اہلحدیث عنوان نے درج کی ہے:

No: 137

FROM

W.M. young Esqre,
Secretary to the Government
of the Punjab.

To,

Moulvi Abu Said Mohammad Husain
Editor of the 'Ashaat-ul-Sunnah'
Lahore.

D/Lahore 17th January 1887.

Sir,

In reply to your letter No. 195 of the 12th May last, asking that the use of the expression Wahabi in reference to member of the Community which you claim to represent may be prohibited in Government orders.

I am directed to forward the enclosed copy of a letter No 1758 dated the 3rd from the Officiating secretary to the Government of India, in the Home Department, [illegible] discontinuance of the use of the term Wahabi in Official correspondence.

2. I return the books received with your

Letter No 547 of the 21st September last, together with the original signed notice which you have been good enough to submit in your subsequent letter for the perusal of Government

I have the to
be Sir
your most obedt Servant
Sd/
for the Secretary to the
Government of the Punjab.

Copy of a Letter No 1758 dated the 3rd December 1886 from the officiating secretary to the Government of the India Home department to the secretary Government of the Punjab

ترجمہ: صاحب ڈبلیو۔ ایم ینگ بہادر سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء بنام مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ لاہور بجواب چٹھی نمبری ۱۹۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۸۶ء تحریر کرتے ہیں کہ حسب درخواست آپ کی کہ لفظ وہابی اس جماعت کے لیے سرکاری کاغذات میں استعمال نہ کیا جائے۔

۲۔ کتابیں جو آپ نے چٹھی نمبری ۲۴۵ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۶ء مع اصلی دستخط شدہ نوٹس جو آپ نے اپنے سابقہ خط کے ساتھ گورنمنٹ کے ملاحظہ کے لیے بھیجی تھیں واپس کی جاتی ہیں۔

چٹھی نمبری ۱۷۵۸، مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۶ء از صاحب قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ بنام صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بجواب آپ کی چٹھی نمبر ۱۰۴۳ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۸۶ء آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر جناب سی آئی ایکی سن سے اتفاق رائے کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط و کتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۸ ۲۶ جون ۱۹۰۸ء)

نواب صدیق حسن کی تصدیق

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی کی کتاب ترجمان وہابیہ کے آخر میں اس درخواست کا اور انگریزوں سے اس کی منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے۔

'فرقہ موحدین لاہور نے صاحب بہادر موصوف کی روبکاری میں استدعا پیش کی کہ موحدین جو لفظ بدنام وہابی سے پکارے جاتے اور اطلاق اس لفظ کا عامۃ موحدین پر کیا جاتا ہے۔ سو بطور سرکاری اشتہار دیا جاوے کہ آئندہ فرقہ ہائے موحدین لفظ بدنام وہابی سے نہ مخاطب کیے جاویں۔ چنانچہ لفٹیننٹ گورنر بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃ نہ ہو اور خصوص جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت ایمانی رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں۔ ایسے فرقہ موحدین مخاطب بہ وہابی نہ ہوں۔' (ترجمان وہابیہ ص ۶۲)

عبدالمجید سوہدروی کی تصدیق

غیر مقلدین حضرات کی معتبر شخصیت مولوی عبدالمجید سوہدروی جو کہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے شاگرد اور دیوبندیوں کے شیخ التفسیر احمد علی صاحب لاہوری کے داماد بھی تھے۔ نیز ایک عرصہ تک سوہدرہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے اخبار اہلحدیث اور مسلمان شائع کرتے رہے ہیں۔ جمعیت وہابیہ کے ذمہ دار عہدیدار بھی رہ چکے ہیں نے

بھی اپنی کتاب سیرت ثنائی میں بھی اس منظوری کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

(ثنائی نے) اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی لفظ وہابی آپ ہی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا۔ اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (سیرت ثنائی ص ۲۷۶)

دیوبندی حضرات کی آماجگاہ اور مرکزی دارالعلوم دیوبند انگریز حکومت کا موافق اور اس کا ممد و معاون تھا۔

مدرسہ دیوبند انگریزی حکومت کے خلاف نہیں بلکہ موافق سرکار ہے

دیوبندی "مولوی احسن نانوتوی" کے سوانح نگار نے دیوبندیوں کے مرکزی مدرسہ "دیوبند" کے متعلق حکومت برطانیہ کے لفٹیننٹ گورنر کے ایک معتمد انگریز پامر نامی کا تاثر اس طرح درج کیا ہے کہ:

"اس مدرسہ (دیوبند) نے یوناٹیو ماترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔ وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۶ مطبوعہ کراچی)

ناظرین! جو مرکزی مدرسہ انگریزوں کا پٹھو ہو تو وہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے بھی یقیناً انگریزوں کے پٹھو اور نمک خوار ہوں گے۔ یہ دیوبندیوں کے ماتھے پر ایک ایسا بدنما داغ ہے جو قیامت تک نہیں اتر سکتا

علماء اہلسنت وجماعت کا مطالبہ

مسلک اہلسنت وجماعت (بریلوی) کے علماء اکثر و بیشتر مرتبہ حکام بالا کو اس حقیقت سے باخبر کرتے رہتے ہیں کہ ہندوستان سے دیوبندی مولویوں کا آنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ مختلف بہانوں سے پاکستان آتے ہیں۔ دراصل ان کا آنا پاکستان میں تخریبی کارروائی کرانا مقصود ہے۔ دیوبندیوں نے پاکستان بننے کی سر توڑ مخالفت کی تھی۔ اور پاکستان کے قیام کا نعرہ بلند کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی ہیانگ دہل نہ صرف مخالفت ہی کی بلکہ اس پر طرح طرح کے فتوے لگاتے۔ نظریہ پاکستان کا استہزا اڑایا اور طنزیں کیں۔ بلکہ جب پاکستان بن بھی گیا تب بھی اس کو بازاری عورت، پلیدستان، خاکستان، سانپ اور گناہ جیسے نازیبا الفاظ سے یاد کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ ایسے حضرات ملک وملت کے کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ حکومت کو ان پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے اور دوسرے ممالک سے ان کی آمد و رفت بند کرنی چاہیئے۔

دیوبندی وہابی مولویوں کا پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا کرنا

روزنامہ نوبہستان لاہور نے اپنی ۲ نومبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

"بھارت سے ہر سال حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ احراری مولوی یا کانگریسی مولوی کو بھیجا جاتا ہے۔ جو پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں پراپیگنڈا کرتا ہے۔" (نوبہستان ۲ نومبر ۱۹۵۶ء)

احرار علامہ اقبالؒ کے نظریہ کے مخالف تھے

مصور پاکستان علامہ اقبال مرحوم انگریز کے خلاف آواز اٹھاتے رہے اور یہ

دیوبندی مولوی انگریز سے وظیفہ حاصل کرتے رہے۔ اس لیے خود دیوبندیوں احراریوں نے یہ حقیقت رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں تسلیم کی ہے کہ:

"احرار اور علامہ اقبال کے نظریوں کے درمیان کھلا ہوا تصادم موجود تھا۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۵)

علامہ اقبالؒ علیہ الرحمہ کے حسین احمد مدنی کے متعلق اشعار

علامہ اقبال نے جب دیوبندی مولویوں کے سردار مولوی حسین احمد مدنی کے نظریات کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت کے خلاف پایا تو لکھا:

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اسی لیے دیوبندی مولوی عامر عثمانی نے دیوبند سے ہی شائع ہونے والے اپنے ماہنامہ "تجلی" میں دیوبند مدرسہ کے متعلق ایک نظم شائع کی ہے جس کا عنوان ہے:

دیوبند سے

کیا گردشِ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں — دیوبند تیرا حالِ زبوں دیکھ رہا ہوں
سمٹا ہوا ساحل ہے کہ ٹھیری ہوئی موجیں — کیوں تیرے سمندر میں سکوں دیکھ رہا ہوں
اُٹھے تری آغوش سے کتنے ہی مجاہد — اغیار کا اب صیدِ زبوں دیکھ رہا ہوں
اللہ رے یہ مسندِ افتاء کی اہانت — انیوں کا بھی ہوتا ہوا خوں دیکھ رہا ہوں

آوارگی فکر و نظر اہلِ حرم کی!
ناپختہ مگر جوشِ جنوں دیکھ رہا ہوں

جو داعیِ اسلام تھے وہ دیش بھگت ہیں
نیرنگیِ دوراں کا فسوں دیکھ رہا ہوں

اسلاف کے دل بھی ترے فتووں سے ہیں مجروح
تکفیر کا یہ شوق فزوں دیکھ رہا ہوں

غیروں سے بے الفت تجھے اپنوں سے بے اُنجاد
بدلا ہوا اندازِ جنوں دیکھ رہا ہوں

یہ منصبِ افتا ترے فتووں کی یہ اندھیر
فنکاریِ شیطان کا فسوں دیکھ رہا ہوں

پنہاں اسی تخریب میں تعمیر کے انوار
چھٹ جائیں گے بادل یہ شگوں دیکھ رہا ہوں

حق گوئی و بیباکی اسلاف کی سوگند
تجھ کو پئے اغراض نگوں دیکھ رہا ہوں

کس برق نگاہی کا یہ اعجاز ہے افسر
اب شعلہ فشاں سوزِ دروں دیکھ رہا ہوں

(ماہنامہ تجلی دیوبند ص۵۲ مئی ۱۹۵۷ء)

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی کو بھی انگریزوں سے ماہانہ مدد ملتی تھی۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے خود اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

اشرف علی تھانوی کو انگریز کیطرف سے چھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ

"حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ..... ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۹)

غیر مقلد دیوبندی وہابیوں کی تبلیغی جماعت کے بانی کو بھی انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔ اس کا ذکر بھی دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمان صاحب نے کیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی کو انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا!

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب..... کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔" (مکالمۃ الصدرین ص۸)

جمعیت علماءِ اسلام انگریزوں کی مالی امداد اور ایماء پر بنائی گئی تھی

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن کی تقریر کا خلاصہ دیوبندی حضرات کے دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور کے شائع کردہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں ان الفاظ میں درج ہے:

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلماءِ اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۸)

دیوبندی وہابی مولویوں نے جو انگریزی حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون قرار دیا۔ یہ اسی امداد کا ہی کرشمہ تھا۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی احسن نانوتوی کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

لہ آج کل جمعیت علماءِ اسلام کے صدر مفتی محمود صاحب ہیں۔ خود ہی ان حضرات کی غیرت و حمیت کا اندازہ لگائیں۔

انگریزوں کی حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے

"۲۲ مئی کو نمازِ جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی مسجد نوگھلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون ہے۔"

(مولانا محمد احسن نانوتوی ص۵۰)

انگریزوں کی حمایت میں اس تقریر کا جو اثر لوگوں پر ہوا اُس کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اس تقریر نے بریلی میں ایک آگ لگادی۔ اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی کے خلاف ہو گئے۔ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین نے فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔"

(مولانا محمد احسن نانوتوی ص۵۱)

حالی سے انگریزوں کی تعریف

الطاف حسین حالی نے بھی انگریزوں کی تعریف میں اشعار لکھے ہیں چنانچہ "کلیاتِ نظمِ حالی" میں حالی نے "مژدہ قدوم حضور شاہزادہ ویلز در ہندوستان" کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ:

مژدہ ہو اہلِ مشرق دن پھرے تمہارے
مشرق سے سو گئے مشرق آیا ہے مہر تاباں

گلہ کی اپنے لینے آیا خبر کہاں سے
ہے ایسے گلہ بان پر گلہ کی جان قرباں

ہندوستاں بھی تجھ سے کچھ آج کل نہیں کم
اے معدنِ بزرگی اے خاکِ نگلستان

تیرے نصیب کا تو کیا پوچھنا ہے لیکن
ہندی بھی ان دنوں ہیں قسمت پہ اپنی نازاں

مہماں ہے آج ان کا اُس شاہ کا ولی عہد
روئے زمین کے سلطاں جسکے ہوتے ہیں مہماں

(کلیاتِ نظمِ حالی ص۱۰۰)

اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے

جن حضرات کی رگ رگ میں انگریز کی وفاداری اور نیاز مندی سمائی ہو۔ اور جو کبیر السن ہونے کے باوجود انگریزوں کی خدمت اور ان کے مشن کو کامیاب اور کامران کرنے کے لیے وائینٹری طور پر اپنے آپ کو پیش کرنے کا جذبہ رکھیں وہ حضرات پاکستان کے کیسے خیر خواہ اور محب ہوں گے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے اور کانگریس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت وجماعت کی کوششوں سے جب پاکستان معرض وجود میں آگیا اور وہابی مولویوں کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا تو پھر انہوں نے عوام میں اپنا منہ دکھانے کے لیے اپنے آپ کو پاکستان کا بہی خواہ اور خیر خواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی اور وہابیوں نے ان حضرات کو اپنی جمعیت کا امیر اور ناظم اعلےٰ مقرر کر دیا جیسا کہ مولوی داؤد غزنوی اور مولوی اسماعیل سلفی۔ یہ دونوں حضرات کانگریسی تھے۔ اوّل الذکر مرکزی جمعیت کے امیر اور آخر الذکر جمعیت کے ناظم اعلےٰ رہ چکے ہیں۔

پاکستان کی مخالفت میں وہابی علماء اور عوام کا کردار

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے ۲۷ مئی ۱۹۴۶ء کو لاہور میں جمعیت وہابیہ مغربی پاکستان کے اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے واضح طور پر اس حقیقت کی قلعی ان الفاظ میں کھولی ہے:

(۱) بہت سے اہلحدیث علماء اور عوام و امراء کانگریس کا ساتھ دیتے تھے اور تقسیم نہیں چاہتے تھے۔

(۲) بعض اہلحدیث علماء اور بہت سے عوام احراری تھے۔ وہ کانگریس

کے ساتھی تھے یا نہ لیکن بہرحال مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔
(۳) اسی طرح بہت سے اہلحدیث خاکسار تھے۔ یہ بھی کانگریس کے موافق ہوں یا نہ ہوں لیکن مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔
(۴) بہت سے متوسط درجے کے اہلحدیث عوام اور بعض علماء اور انگریزی دان وکلاء مودودی تھے۔ جو اپنا نام اسلامی جماعت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ کانگریس کے خلاف آواز اٹھاتے تھے لیکن انہوں نے عملی طور پر مسلمانوں کی عام جماعت مسلم لیگ کو بھی ووٹ نہ دیا۔
(استقبال الجمہور ص۱۱)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے کانگریس اور مسلم لیگ میں سے کس میں شرکت کی جائے کا سوال ہوا تو مولوی صاحب نے اس کے جواب میں واضح الفاظ میں مسلم لیگ کی حمایت نہ کی تھی۔ وہ سوال و جواب دونوں درج ہیں۔

س:۔ آج کل ہندوستان میں دو پارٹیاں (جماعتیں) کانگریس و مسلم لیگ کا ہر جا عرف شور و غوغا ہے۔ اور دونوں پارٹیوں میں ہمارے چوٹی کے علمائے کرام و رہنمائے ملت (ہندوستان کے پالیٹکس میں جو بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں) شامل ہیں۔ اور کام کر رہے ہیں دونوں جماعتیں اپنی اپنی جماعت میں شامل کرنے کو مسلمانوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ جواب طلب یہ کہ موجودہ انقلاب کے دور میں اپنے مذہب اسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو عموماً اور جماعت اہلحدیث کو خصوصاً کس کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آیا کانگریس میں یا مسلم لیگ میں۔

ج:۔ عام ملکی حالات میں جس قدر مذہب اجازت دے اس جماعت

کے ساتھ ہو جاؤ۔ جو مفاد عامہ کے لحاظ سے اچھا کام کرے"

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص۲ ج۲ ۳ دسمبر ۱۹۳۷ء)

اخبار اہلحدیث امرتسر میں اہلحدیث کانفرنس کی مجلس عاملہ کی کارروائی شائع ہوئی ہے جس میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"کانگریس کے گرم ممبر اپنا مافی الضمیر کھلے لفظوں میں ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہم پورن سوراجیہ (مکمل آزادی اندرونی اور بیرونی) حاصل کریں گے۔ گول میز کانفرنس لندن میں ایسی تقریریں کثرت ہوتی رہیں۔ ہماری غرض اس نوٹ لکھنے سے یہ ہے کہ کانگریس نے اپنا مافی الضمیر بتانے میں کوئی بخل یا فریب سے کام نہیں لیا۔ اور نہ اس دعوے میں اس نے تبدیلی کی کہ میں کل ہندوستانیوں کی قائم مقام ہوں۔

آج کل جبکہ کانگریس اپنے عروج کو پہنچ چکی ہے۔ اور اپنے مقصد میں قریباً کامیاب ہو چکی ہے۔ اب اس کی مخالفت کرنا ہمارے (وہابیوں) کے خیال میں چنداں مفید نہیں ہے"

(اہلحدیث امرتسر ص۱۵ ۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

ناظرین! مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بعد وہابیہ کے مولوی عبدالقادر قصوری کا بھی کردار پڑھ لیں۔

مولوی عبدالقادر[1] قصوری

وہابیہ نجدیہ کے مولوی عبدالقادر قصوری بھی کانگریسی تھے جس کا تذکرہ وہابیہ کے مولوی احسان الٰہی ظہیر کے اپنے ماہنامہ "ترجمان الحدیث" میں "مولانا عبدالقادر قصوری" کے بیٹے مگر سے ابوسلمان شاہجہانپوری کے شائع کردہ مضمون میں اس طرح ہے:

"(مولوی عبدالقادر قصوری) پنجاب خلافت کمیٹی کے صدر تھے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے بھی وہ مدت تک صدر رہے تھے۔ اور جب تک وہ اپنی صحت کی بنا پر کنارہ کش نہیں ہوئے۔ آل انڈیا کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی رہے۔

(ترجمان الحدیث ۵ مئی جون ۱۹۷۳ء)

وہابیوں کے ممدوح مولوی غلام رسول مہر نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مولوی عبدالقادر قصوری ..... نے سالہا سال تک کانگریس کی خدمت کی۔ اور پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ بلاخوف وتردید کہا جا سکتا ہے کہ پنجاب میں کانگریس کو ان سے زیادہ مخلص، صاحب ایثار اور بے غرض رہنما آج تک نہیں ملا۔"

(ترجمان الحدیث ۵ مئی جون ۱۹۷۳ء)

---

[1] مولوی عبدالقادر قصوری وہابیہ نجدیہ کی موجودہ جمعیت کے امیر مولوی معین الدین لکھوی کے والد ہیں۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری عفرلہ)

غلام رسول مہر مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت سی خدمات انجام دیں۔ اگرچہ شدھی رپورٹ کے وقت ان کا مسلک ہمارے نزدیک صحیح نہیں رہا تھا۔"

(ترجمان الحدیث ص۵ مئی جون ۱۹۶۳ء)

ابو سلمان شاہجہان پوری نے اپنے مضمون میں مولوی عبدالقادر قصوری کی سیاسی معاملات یعنی کانگریس کی حمایت اور معاونت کو وہابیہ کے اکابر کا ہی انداز فکر قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"ملک کے سیاسی معاملات میں ان کا انداز فکر وہی تھا جو جماعت اہلحدیث کے دوسرے اکابر کا تھا۔" (ترجمان الحدیث ص۵ مئی جون ۱۹۶۳ء)

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے ممدوح شورش کاشمیری نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق کہا ہے۔

"انجمن پنجاب میں مولانا آزاد کا نائب سمجھا جاتا تھا۔"

(ترجمان الحدیث ص۶۱ مئی جون ۱۹۶۳ء)

دیوبندیوں کے مولوی سلیمان ندوی نے بھی مولوی عبدالقادر قصوری کے متعلق واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:۔

"خلافت حجاز اور کانگریس میں بیش از بیش حصہ لیا۔"

(ترجمان الحدیث ص۶۲ مئی جون ۱۹۶۳ء)

نہ غلام رسول مہر تو کانگریس کی حمایت کرنے والے مولوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی بہت سی خدمات سرانجام دیں مگر وہابیہ کے مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ کانگریسی علماء دین کردہ مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے ہیں (پیغام ہدایت ص۱۰)

نہ یہ ہر ایک ذی علم پر واضح ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد کٹر کانگریسی تھے۔ لہٰذا پنجاب میں ان کے نائب قصوری بھی کٹر کانگریسی تھے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

مولوی داؤد غزنوی کانگریسی

وہابیہ نجدیہ کے مشہور خاندان غزنوی کے ایک فرد تھے۔ جو کہ مولوی عبدالجبار غزنوی کے بیٹے تھے۔ غزنوی صاحب اپنے دادا عبداللہ غزنوی کی طرح تحریک پاکستان کے مخالف انگریزوں کے حامی تھے۔ احرار اور کانگریس کے ہمنوا تھے۔ اور انہی لیڈروں میں ان کا شمار ہے۔ ان جماعتوں کا تحریک پاکستان کے سلسلہ میں جو کردار رہا ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ تب بھی ایک مورخ کی تحریر سے اس کو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ مورخ عاشق حسین بٹالوی لکھتے ہیں کہ:

غزنوی تحریک پاکستان کے مخالف تھے

جو قوم داؤد غزنوی کو بھی تحریک پاکستان کا مجاہد کہتی ہے۔ اسے تاریخ لکھنے یا لکھوانے کا کوئی حق نہیں۔ ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ مرے ہوؤں کا ذکر اچھے انداز میں کرنا چاہیئے تو جناب تاریخ تو مرے ہوؤں کے اعمال و کردار ہی کے ذکر سے بھری ہوئی ہے۔ اگر ہم نے مرے ہوؤں کے ذکر سے زبان بند کرلی۔ تو تاریخ نویسی کیسے ہوگی۔ کاش آج حمید نظامی ہوتے تو آپ کو بتاتے کہ داؤد غزنوی کا رول کیا تھا۔

کسی بنکڑے میں کروں بیاں ترکے صنم بھی ہری ہری

دیانت و امانت اور کریکٹر کے اعتبار سے داؤد غزنوی تو خضر حیات ٹوانہ کے جوتے سیدھے کرنے کے اہل نہ تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء)

داؤد غزنوی ہندو قوم سے مایوس نہیں

وہابی مولوی عنایت اللہ اثری زیر کنوینری حال مقیم گورنمنٹ اپنی جماعت کی مقتدر شخصیت داؤد غزنوی کی ہندو قوم کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی داؤد صاحب اپنی قوم (وہابیہ) سے سخت مایوس ہیں لیکن ہندو قوم کانگریس سے مایوس نہیں۔ صبح و شام ان کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے دفتروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اپنی جماعت

کا کرتی کام نہیں اور درس تک بھی نہیں۔ حالانکہ بورڈ لگا رکھا ہے کہ یہاں روزانہ درس ہوتا ہے۔ جو کہ خلافِ واقعہ ہے۔ (اہلحدیث ص ۱۲)

مولوی اسماعیل کانگریسی!

ناظرین! وہابیہ کی مرکزی جمعیت کے امیر کے بعد ان کی مرکزی جمعیت کے ناظمِ اعلےٰ جو کہ بعد میں مرکزی جمعیت کے امیر بھی تھے جن کا نام اسماعیل سلفی تھا۔ ان کا ذلت آمیز کارنامہ ہندوؤں اور سکھوں کو خوش کرنے کے لیے جو سرانجام دیا۔ قیامت تک کے وہابی اپنے چہرے سے اس بدنما داغ کو مٹا نہیں سکیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں!

اسماعیل کانگریسی آف گوجرانوالہ کا مردہ سبھاش چندر کی صدارت میں تقریر کرنا

غیر مقلدین وہابیہ کی انجمن مفاد المسلمین سیالکوٹ کے صدر نے اپنے شائع شدہ پمفلٹ "حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں" میں مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ کو کٹر کانگریسی لکھ کر ان کے ایک شرمناک کارنامے کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

"مولوی محمد اسماعیل صاحب وہ کانگریسی ہیں جو مردہ سبھاش چندر بوس کے فوٹو کی صدارت میں تقریر کر چکے ہیں۔ ایسے موحد ہیں جو بت کی صدارت میں تقریر کریں۔ (حافظ محمد شریف صاحب کی قلابازیاں ص)

کانگریس اور انگریزوں کی حکومت

کانگریس دراصل انگریزوں کی حکومت کو مضبوط کرنے کا ایک پلیٹ فارم تھا۔

کانگریس کے نمائندے انگریزی حکومت کے پرزے تھے۔ یہ کسی اہلسنت و جماعت کے دینی بزرگ کا فیصلہ نہیں بلکہ دیوبندی معتبر اور مقتدر شخصیت کا فیصلہ ہے۔ اور وہ شخصیت شہر میرٹھ کے مولوی ابراہیم صاحب میر ہے۔ چنانچہ میر صاحب لکھتے ہیں:

"جو جماعت (کانگریس) اس وقت یہ دعوے کرے کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی شب و روز کی تگ و دو اسمبلیوں کے مقابلہ میں اپنے آدمی بھرتی کرنے میں صرف کرتی ہو۔ جہاں پر انگریزی قانون کو جاری کیا جائے گا۔ وہ جماعت پبلک کو دھوکا دیتا ہے۔ اور لوگوں کی آنکھ میں خاک ڈالنا چاہتی ہے۔ عقل سلیم کا مقتضا ہے کہ یہ لوگ حکومت انگریزی کی مشین کے پرزے بنیں گے یا اس مشین کے توڑنے والے ہیمر (ہتھوڑے)؟

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ لوگ حکومت انگریزی کی مشین کے پرزے بنیں گے تو اب ان کا یہ دعویٰ کہ ہم انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتے ہیں صریحاً دھوکا ہے۔ جس سے وہ عوام میں جوش پھیلا کر اپنے شکم پرور مطالب پورے کرنا چاہتے ہیں۔" (پیغام ہدایت ص۲۰)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے فرقہ کے کانگریسی مولوی ابوالقاسم بنارسی کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے کانگریس کا اصل مقصد بیان کرتے ہیں کہ:

"اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اپنی قوم کے بہترین دماغوں کو انگریزی سیاست کے ماتحت غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا ہے۔"

(پیغام ہدایت ص۷۸)

مولوی ابوالقاسم بنارسی کانگریسی

یہ بھی دلچسپ نکتہ ہے کہ ستار خصوصیتوں میں سے ہیں۔ امام الہند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ان کے بہت مداح ہیں۔ یہ بھی کانگریس کی ترویج و تشہیر اور اس کے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پیش پیش تھے۔ مسلمانوں کے کانگریسی اخباروں نے ان کے بیانات کو بہت عمدہ انداز میں شائع کیا۔ بنارسی صاحب نے پاکستان کے بنانے کی جس شد و مد سے مخالفت کی ہے وہ بنارسی کے ہمعصر ہم مسلک مولوی ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی کے بیان سے پیش کر دینا دلچسپیوں کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ ہے جو کہ یہ ہے:

پاکستان کا نعرہ ڈھونگ ہے

مولوی ابوالقاسم صاحب نے کہا کہ پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے۔ نیز یہ کہا کہ یہ وہ لفظ ہے جو اب تک شرمندۂ معنے نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا کہ پاکستان پیش کرنے والوں نے اب تک پاکستان کی صحیح تعریف نہیں کی۔ پھر یہ کہا کہ ہندوستان میں پاکستان کا تحقق ممکن نہیں۔" (پیغام ہدایت ص)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"مولوی ابوالقاسم صاحب کی یہ عبارت ہندوؤں، سکھوں اور کانگریسی اخباروں کی صدائے بازگشت ہے۔ جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی کہہ دیا۔" (پیغام ہدایت ص)

بنارسی گاندھی اور نہرو کی آواز کے لاؤڈ سپیکر ہیں

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنے فرد کے مولوی ابوالقاسم بنارسی کو گاندھی اور نہرو کی آواز کا لاؤڈ سپیکر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'یہ آواز گاندھی جی اور پنڈت نہرو صاحب کی ہے مولوی ابوالقاسم صاحب ان کی آواز کے لاؤڈ سپیکر ہیں۔ اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ مسٹر گاندھی جی پکارتے ہیں کہ پاکستان کی تعریف معلوم نہیں۔ پنڈت نہرو صاحب بھی دادِ ویلا مچاتے ہیں۔ کہ تعریف معلوم نہیں۔ آریہ اور کانگریسی اخبار لاہور وغیرہ مقامات کے بھی یہی شور اُٹھاتے ہیں کہ ابھی تک اس کی تعریف پیش نہیں ہو سکی۔ سکھ الگ چلا رہے ہیں کہ ہم پاکستان نہیں بننے دیں گے۔' (پیغامِ ہدایت ص۲)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے بنارسی صاحب کے متعلق بھی واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ:

'مولوی ابوالقاسم صاحب گورکھشا والے پرانے کانگریسی ہیں۔'

(پیغامِ ہدایت ص۷)

کانگریس میں وہابی مولویوں کا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا وہابیہ کی تحریروں سے واضح ہے۔ اب ان کانگریسی مولویوں پر وہابیوں کی شہرۂ آفاق شخصیت مولوی ابراہیم صاحب میر ہی کا فتوےٰ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابراہیم میر کا فتوےٰ

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے اپنے رسالہ 'پیغامِ ہدایت' میں نمایاں حروف میں یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ:

'کانگریسی علماء دس کروڑ مسلمانوں کی تباہی کا بوجھ اُٹھا رہے ہیں۔'

(پیغامِ ہدایت ص۱)

وہابیوں کو مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کی نصیحت

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی اپنے فرقہ کے لوگوں کو اپنے

مولویوں کے دھوکہ سے باخبر رہنے کی تلقین کرتے ہوئے اپنے کانگریسی مولویوں سے بھی آگاہ کرتے ہیں کہ :

"اہلحدیث جماعت اپنے ناقص العلم غیر محتاط۔ نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ ان میں بعض تو پرلے خارجی اور بے علم محض ہیں۔ اور بعض کانگریسی ہیں۔" (حیات المیت ص۳)

پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا فتوے

عارف کامل اعلیٰحضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آف گولڑہ شریف سے کسی نے کانگریس میں شامل ہونے کے متعلق فتوے پوچھا۔ اُس کا جواب جو آپ نے تحریر فرمایا وہ فتاویٰ صریہ میں درج ہے۔ ناظرین کے لیے وہ سوال اور جواب دونوں درج ذیل ہیں۔

سوال :۔ کیا مسلمان کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیئے یا نہ ؟

جواب : مکرمی شاہ صاحب۔ وفق اللہ تعالیٰ المجاہنین لما یحب ویرضیٰ تسلیم۔ استدعا دُعا۔ میری رائے میں یہ شمولیت اسلام کے برخلاف اور ناجائز ہے۔ العبد دُعاگوئی و دعاجوئی از گولڑہ بقلم خود۔

ناظرین کرام ! کانگریس کی بنیاد مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی پر نہ تھی بلکہ اُس کا مقصد انگریز کو مضبوط کرنا تھا۔ جیسا کہ چوہدری حبیب احمد صاحب نے اپنی کتاب "تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" میں مسٹر ستیہ پال کی کتاب کے حوالہ سے شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اُس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں :

کانگریس کے قیام کا مقصد کیا تھا

مسٹر ستیہ پال جو کہ کانگریس کے ساٹھ سال کے مؤلف کے الفاظ سُنیئے :۔

"مسٹر ہیوم نے کانگریس کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان کی بہتری کے لیے نہیں بلکہ برٹش راج کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے مسٹر ہیوم کا کوئی کہنا

ہی شکریہ کیوں نہ ادا کرے۔ کہ انہوں نے ایک ایسی تنظیم کی بنا ڈالی۔ جو اپنی کوششوں سے شاہ بلوط کے درخت کی طرح پروان چڑھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر ہندوستانی اس بات کو ملحوظ رکھے۔ کہ اس کی پشت پر بیرونی حکومت کے جوئے سے آزاد کرانے کا مقصد نہ تھا۔ بلکہ یہ کہ برٹش حکومت کی جڑیں ہندوستان میں اور مضبوط و مستحکم ہوں۔ تاج برطانیہ سے وفاداری کانگریس کا مذہبی فریضہ تھا۔ تعلیم یافتہ برٹش طرز حکومت کا دلدادہ تھا۔ (کانگریس کے ساٹھ سال ص۱۱۱)

کانگریس کا دوسرا اجلاس

۱۸۸۶ء میں کلکتہ میں دادا بھائی نوروجی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کا اجتماع جس کا ہر فرد برٹش حکومت کی نعمتوں سے واقف ہے۔ کسی ایسے مقصد کے لیے منعقد ہو سکتا ہے۔ جو حکومت کے خلاف ہو؟ اس حکومت کے جس نے ہم کو یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔ ہم کو صاف طور سے اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ ہم سر سے پیر تک وفادار ہیں۔
(کانگریس کے ساٹھ سال مؤلفہ ستیہ پال ص۱۲۵۔ بحوالہ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء مصنفہ چودھری حبیب احمد ص۲۵۹، ۲۶۰)

کانگریس کے انگریز صدر

کانگریس کا بانی ہی انگریز نہ تھا۔ بلکہ اس کے متعدد اجلاسوں کی صدارت انگریز کرتے تھے۔ ۱۸۸۸ء میں الہ آباد کے اجلاس کی صدارت مسٹر جارج ویول نے کی۔ سر ولیم ویڈ برن آئرش سول سروس کے آدمی تھے۔ ۱۸۹۷ء میں انہوں نے پنشن لی۔ اور ۱۸۸۹ء میں انہوں نے بمبئی کے اجلاس کی صدارت کی جس میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبر اور انگلستان کے مشہور خطیب چارلس برڈلے نے شرکت کی پھر ۱۸۹۳ء میں پارلیمنٹ کے ایک دوسرے ممبر ویبا نے کانگریس کے اجلاس کی صدارت کی مسلم لیگ کے قیام سے صرف دو سال قبل یعنی ۱۹۰۴ء میں بمبئی کے اجلاس کی صدارت سر ہنری کاٹن

نے کی جو انڈین سول سروس کا آدمی اور آسام کا چیف کمشنر رہ چکا ہے۔"

(تحریک پاکستان انڈیکس علماء ص ۲۶۱ از چوہدری حبیب احمد)

برطانیہ کی کانگریس نوازی

مسلم لیگ کے قیام کے وقت انگریز اور کانگریسی لیڈروں میں اس قدر باہمی موانست تھی۔ کہ جو ہندوستانی کانگریس کے اجلاس کی صدارت کرتا یا اس کے اندر کوئی اہمیت حاصل کرتا وہ فوراً یا تو ہائی کورٹ کا جج بنا دیا جاتا یا وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر نامزد ہو جاتا۔ چنانچہ سر ایس برہمانیہ ایر دی کرشنا سوامی ایار، سر شنکرن نیر، مسٹر راما سام کانگریس کے عہدے حاصل کر کے حکومت کی کلیدی آسامیاں حاصل کرتے رہے۔ سر ایم کرشنا میر کانگریس میں نمودار ہوئے۔ اور لا ممبر بنا دیئے گئے۔ اس طرح مسٹر چنداوکار این۔ ایم۔ بمراتھ اور مسٹر جی۔ این باسو اور سر جمنا لال سیتو کانگریس کے پلیٹ فارم ہی سے عہدوں تک پہنچے۔ مسٹر ایس آر داس نے ۱۹۰۵ء میں کانگریس میں ایک زوردار تقریر کی۔ اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن نامزد کر دیئے گئے۔ مسٹر ایس سنہا کو صرف کانگریس کے اہم لیڈر ہونے کی بنا پر بہار کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا گیا۔ سر فیروز شاہ مہتا کو لارڈ کرزن ۱۹۰۵ء میں سر کا خطاب دیا۔ جو کانگریس کے بہت بڑے لیڈر تھے۔ اور سری نوواس ساستری کو محض کانگریس کا لیڈر ہونے کی وجہ سے لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد کیا۔

برطانیہ کی کانگریس نوازی کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۰۸ء میں جب کانگریس کنونشن کا اجلاس مدراس میں ہوا تو اس وقت کے گورنر سر آرتھر لالی نے اپنے خیمے کانگریس کے اجلاس کے لیے عطا فرمائے۔ ان تمام واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ مسٹر ستیہ رامیہ پتابھائی نے اپنی کتاب ہسٹری آف دی کانگریس (History of the Congress) میں درج کیا ہے۔"

(تحریک پاکستان انڈیکس علماء ص ۲۶۱، مطبوعہ البیان چوک انارکلی لاہور)

مسلم لیگ اور دیوبندی، مودودی

مُسلم لیگ میں شرکت اکابر دیوبند کے مسلک اور تعلیمات کے خلاف ہے

دیوبندیوں کے اکابر نے بھی مسلم لیگ کی مخالفت کی۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی کے متعلق مولوی عبدالاحد سورتی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

'محمد ظفر احمد تھانوی اور مولوی شبیر علی تھانوی کا مسلم لیگ میں شرکت کرنا ہمارے اکابر (دیوبندی اکابر) خصوصاً حضرت تھانوی کے مسلک اور تعلیمات کے برخلاف ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے حضرت (تھانوی) کے مشہور خلفاء مولانا سید سلیمان صاحب مولانا خیر محمد صاحب، مولانا محمد عبدالجبار صاحب مولانا محمد طیب صاحب مولانا محمد کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ سعیدیہ وغیرہم کی (مسلم لیگ میں) عدم شمولیت اس کی روشن دلیل ہے۔'

(اشرف الافادات ص۱۷)

مسلم لیگ کی مخالفت کرنا

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا ہے کہ 'موجودہ لیگ خالص اسلامی جماعت اور مذہبی و شرعی تنظیم سوادِ اعظم تسلیم نہیں کی جاسکتی۔'

(اشرف الافادات ص۱۷)

مسلم لیگ بددین جماعت ہے

دیوبندیوں کے مولوی عبدالجبار نے مسلم لیگ کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی کے نظریہ کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ کہ،

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت حکیم الامت (اشرف علی)
مسلم لیگ جیسی بد دین جماعت کی حمایت کریں۔"

(اشرف الافادات ص۱۰ مطبوعہ دہلی)

لیگ کی تائید اور شرکت کسی طرح گوارا نہیں

"فی الواقع حضرت مولانا.... ....موجودہ لیگ کی شرکت اور تائید کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے۔" (اشرف الافادات ص۱۹)

علماء تھانہ بھون نے مسلم لیگ کی مذمت کی

جب دعوت الحق بمبئی کی جانب سے شرکت لیگ اور اس کی حمایت کی استدعا اور درخواست کی گئی تو علماء تھانہ بھون (دیوبندی) نے بالاتفاق لیگ کی مذمت فرمائی۔ (اشرف الافادات ص۲۰)

مسلم لیگ کو ووٹ دینے والے سور ہیں

دیوبندیوں کے مولوی عطاء اللہ بخاری نے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔"

(چمنستان ص۱۶۵ مصنفہ مولوی ظفر علی خاں)

احرار اور مسلم لیگ کی مخالفت

(احرار) اور مسلم لیگ کے درمیان کامل مغائرت تھی۔ اور مسلم لیگ کے پاکستان کو انہوں نے بھی قبول نہ کیا تھا جس زمانے میں مسلم لیگ قائداعظم کے زیر قیادت پاکستان کے لیے جد وجہد کر رہی تھی۔ احرار برابر مسلم لیگ کی ممتاز شخصیتوں کو مغلظات سنا رہے تھے۔ اور ان پر غیر اسلامی زندگی بسر کرنے کے الزام عائد کر رہے تھے ان کے نزدیک لیگ اسلام کی طرف سے محض بے پرواہی نہ تھی بلکہ دشمن اسلام تھی۔ ان کے نزدیک "قائداعظم" "کافر اعظم" تھے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۳)

مودودی صاحب سے مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت

مودودی صاحب بھی پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ انہوں نے پاکستان بنانے کا مطالبہ کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا بلکہ کھلے بندوں مخالفت کی ہے۔ جیسا کہ ان کی تحریریں شاہد ہیں:

مودودی نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا

مودودی صاحب نے خود بھی اپنی تحریروں میں اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ:

"مسلم لیگ کی حمایت میں اگر کبھی کوئی لفظ میں نے لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے۔"

ایک دوسرے شمارہ میں مولوی صاحب رقمطراز ہیں کہ:

"ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ ہم تقسیم ملک کی جنگ سے غیر متعلق رہے۔" (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء)

مودودی صاحب نے اپنی کتاب سیاسی کشمکش حصہ سوم میں لکھا ہے کہ:

"افسوس کہ لیگ کے قائد اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنے و مفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔" (سیاسی کشمکش ص ۳۷ ج ۳)

مودودی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد میں ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو۔" (سیاسی کشمکش ص ۹۳ ج ۳)

قیام پاکستان کا مطالبہ وقت ضائع کرنے کی حماقت ہے: مودودی صاحب

مزید گل افشانی کرتے ہیں کہ:

"اس نام نہاد مسلم حکومت کے انتظار میں اپنا وقت ضائع کرنے یا اس کے قیام میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں۔"
(سیاسی کشمکش ص۱۷۰ ج ۳)

مودودی کا تحریک پاکستان کی مخالفت کرنا

زیڈ۔ اے سلہری نے لکھا ہے کہ:

"اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ عوام میں عام تاثر یہ تھا کہ علمائے کرام نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی ہے۔ جمعیت العلماء ہند[1] نے تو ضرور زور شور سے مخالفت کی تھی۔ اس لیے عوام کی نظروں میں علماء کا وقار مجروح ہوا تھا۔ اور اس منصب عزت پر فائز نہ رہے تھے جو ان کے لیے مخصوص تھی۔ پھر خود جماعت اسلامی کا کردار جو نظام اسلام کی سب سے بڑی نقیب تھی محل نظر تھا۔ جمعیت کے متعلق تو یہ کہا جاتا تھا۔ کہ وہ سرے سے دو قومی نظریے کی ہی مخالف ہے۔ اور اس لیے تحریک پاکستان کی مخالفت اس کے طرز فکر کا لاحقہ تھا لیکن مولانا مودودی تو دو قومی نظریے کے مبلغ رہے تھے۔ ان کی طرف سے تحریک پاکستان کی مخالفت کی کیا تک تھی۔ چونکہ پاکستان کا ظہور تازہ تازہ تھا۔ اور ابھی ماضی پوری طرح فراموش نہ ہوا تھا۔ جب جماعت اسلامی نے ملک بنتے ہی نظام اسلام کا نعرہ لگایا تو اسے خالص سیاسی حربے کی نوعیت دی گئی اور خلوص سے عاری سمجھا گیا ورنہ کہا گیا اگر جماعت کو نظام اسلام کے قیام کا اتنا خیال تھا تو اس نے تحریک پاکستان میں کیوں نہ حصہ لیا۔" (نوائے وقت ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء)

---

[1] دیوبندیوں کے نور الحق قریشی نے مفتی محمود صاحب کو ۱۹۴۳ء میں جمعیت علماء ہند کا کارکن لکھا ہے (فقیر قادری)

زیڈ۔اے سلہری ہی لکھتے ہیں کہ:

"اپنی جگہ مجھے ہمیشہ اس بات کا قلق رہا ہے کہ مولانا مودودی نے تحریک پاکستان میں شرکت نہیں کی۔" (نوائے وقت ۲۷ مئی ۱۹۷۶ء)

بانیانِ پاکستان کی نیت پر حملہ

زیڈ۔اے سلہری نے مودودی صاحب کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ:

"محترمی مولانا مودودی نے بانیانِ پاکستان کے بارے میں شکایت کی ہے۔ لیکن مولانا نے شکایت سے تجاوز کر کے بانیانِ پاکستان کی نیت پر بھی حملہ کیا ہے کہ ان کا مقصد ہی نہ تھا کہ نظامِ اسلام قائم ہو۔ اور اس طرح انہوں نے قوم کو دھوکہ دیا۔ ہفت روزہ طاہر کی رپورٹ میں انگریزی لفظ فراڈ (FRAUD) درج ہوا۔ اس بیان سے پوری تحریک پاکستان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، اور اس کے مویدین اور مخالفین کا کردار کھل کر سامنے آجاتا ہے۔" (نوائے وقت ۳ مئی ۱۹۷۶ء)

قارئین حضرات! مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں آپ نے نام نہاد مفکرِ اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ کا پاکستان کے متعلق کردار ملاحظہ فرمایا۔ آج سب سے زیادہ پاکستان کے محب بنے بیٹھے ہیں۔ اور جماعتِ اسلامی اس حقیقت کہ مودودی صاحب نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی کا صریحاً انکار کرتے ہیں ؎ صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ!

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

"قائدِ اعظم کافرِ اعظم ہے!"

احرار کے ہر لیڈر نے اپنی ہر اہم تقریر میں مسلم لیگ پر تنقید کی۔ اس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی۔ یہاں تک کہ قائدِ اعظم کو بھی نہ چھوڑا۔ انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر

مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے۔ جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔

ایک کافر کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

رئیس احمد جعفری نے بھی "حیات محمد علی" نامی کتاب میں دیوبندی احراری مولویوں کا قائد اعظم محمد علی جناح کو کافر اعظم کہنا درج کیا ہے۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت میں دیوبندیوں کی جماعت احرار کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:

"ان کے نزدیک لیگ اسلام کی طرف سے محض بے پروا ہی نہ تھی بلکہ دشمن اسلام تھی۔ ان کے نزدیک قائد اعظم کافر اعظم تھے۔"
(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

قارئین کرام! دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں نے قیام پاکستان اور نظریہ پاکستان کی سر توڑ مخالفت کی۔ اور استہزاء اڑایا۔ اسٹیجوں پر نظریہ پاکستان کو طنزیں کیں۔ اور پاکستان کے متعلق نہایت ہی رذیل قسم کے الفاظ استعمال کیے۔ جو کہ کتابوں میں موجود ہیں۔ چند ایک حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

احرار پاکستان کے مخالف تھے

دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ۱۵ فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا۔ کہ:

"احرار پاکستان کے مخالف تھے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۷۳)

پاکستان کی پ[1] بھی کوئی نہیں بنا سکتا

مولوی عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے پسرور ضلع سیالکوٹ میں

---

[1] دیوبندیوں کے لیڈر عطاء اللہ بخاری تو خود علم غیب کا دعوے کرتے ہوئے یہ کہیں کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بنا سکے مگر امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کو کل کی اور دیوار کی پیچھے کی خبر نہیں۔ ؎

ارے تجھ کو کھاتے تپ بتر ترے دل میں کس سے بخار ہے۔ (فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صـ۲۷۴)

پاکستان ایک بازاری عورت ہے

دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری نے لاہور میں اپنی ایک تقریر میں کہا کہ:

"پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صـ۲۷۵)

احراریوں کے صدر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ:

"احرار کا نظریہ بھی وہی تھا جو کانگریس کا نظریہ تھا۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صـ۲۷۹)

پاکستان پلیدستان ہے

دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ہی، تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لیے "پلیدستان" کا لفظ استعمال کیا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صـ۲۷۵)

پاکستان نہیں بلکہ خاکستان

احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء میں ملی پور کی احرار کانفرنس میں اپنی تقریر میں ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا ہے کہ:

لہ دیوبندی تو پاکستان کو پلیدستان اور خاکستان کے لفظوں سے یاد کریں مگر اہلسنت وجماعت کے مقرر شہیر محی الفاضل علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب کوٹلوی مدفیوضہ نے متحدہ ہندوستان کے بمبئی، دہلی اور گجرات جیسے شہروں کے عظیم اجتماعات میں شعر پڑھا۔

پاک اللہ پاک احمد پاک جسم و جان ہو!
کیوں نہ رہنے کے لیے بھی ملک پاکستان ہو

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ)

"مسلم لیگ کے لیڈر" بے عملوں کی ٹولی" ہیں جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں۔ اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں۔ اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۴)

پاکستان ایک سانپ ہے

"ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں۔ سچ ہے پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے۔ جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔" (تحریک پاکستان اور مسلمٹ علماء ص۸۸۴)

نعرۂ پاکستان ایک سٹنٹ ہے

احراری مولوی مظہر علی اظہر نے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر میں ایک بیان دیا کہ:

"مسلم لیگ کا نعرۂ پاکستان محض ایک سٹنٹ ہے۔ اور میں نہ مسٹر جناح کو قائدِ اعظم مانتا ہوں نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ تسلیم کرتا ہوں"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۴)

غیر مقلدین کے مولوی ابوالقاسم بنارسی نے بھی یہی کہا ہے کہ:

"پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے نیز یہ کہا کہ یہ وہ لفظ ہے جو اب تک شرمندۂ معنے نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا کہ پاکستان پیش کرنے والوں نے اب تک پاکستان کی صحیح تعریف نہیں کی۔ پھر یہ کہا کہ مبہم باتوں میں پاکستان کا تحقق ممکن نہیں"۔ (پیغامِ ہدایت ص۸۰ مصنفہ مولوی ابراہیم میر)

پاکستان کی تجویز کو ناپسند کرنا

اگرچہ احراری کانگریس سے الگ ہو گئے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تقسیم تک برابر کانگریس سے ساز باز کرتے ہی رہے۔ مجلس احرار کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی۔ جس میں پاکستان کی تجویز کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور بعد میں بعض احرار

لیڈروں نے اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیدستان بھی کہا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء کو مولانا داؤد غزنوی نے اخباروں میں ایک بیان شائع کرایا جس میں احرار کے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ وہ اپنے آپ کو کانگریس میں جذب کر دیں گے۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۱)

مُسلمانوں کیلئے نظریۂ پاکستان سراسر مُضر ہے

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کے سامنے کہا کہ:

"پاکستان کی صورت میں جو نقصانات ان کے نزدیک تھے وہ ذرا البسط کے ساتھ بیان کیے اور دکھلایا کہ مسلمانوں کے لیے نظریۂ پاکستان سراسر مُضر ہے۔" (مکالمۃ الصدرین ص۸)

تصورِ پاکستان پر طنز اور توہین

چودھری افضل حق احراری لیڈر نے مسلم لیگ کے تصورِ پاکستان کے خلاف بہت سی طنزیہ اور توہین آمیز باتیں کہیں جو "خطباتِ احرار" کے صفحات ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۹۹ پر درج ہیں۔" (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص۲۷۴)

ناظرینِ کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے غیر مقلد احراری، دیوبندی اور مودودی حضرات کی انگریز نوازی، پاکستان دشمنی، نظریۂ پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت بالکل عیاں ہے۔ جن لوگوں نے قیامِ پاکستان اور مسلم لیگ کی سرتوڑ مخالفت کی ہو۔ اور مخالفت کے باوجود جب پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ اب ان حضرات کو پاکستان میں رہتے ہوئے بھی اس کا پھلنا پھولنا۔ ترقی کی منازل طے کرتے دیکھنا کبھی بھی گوارا نہیں کیونکہ اس کا قیام تو ان کی خواہشات کے بالکل الٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان کے ان سے تعلقات منقطع نہیں ہوئے بلکہ ترقی پذیر ہوتے ہیں۔ وہابیہ نجدیہ کے مُربی سعودی حضرات کا کانگریسیوں

کے لیڈر نہرو کو مدعو کرنا اور اُس کو عجیب و غریب القاب سے یاد کرنا۔ جب سعودی فرمانروا ہندوستان آیا تو اُس کا گاندھی کی سمادھی (قبر) پر پھول چڑھانا اس حقیقت کی روزِ روشن کی طرح واضح دلیل ہے۔ ان سب حقائق کو باحوالہ پیش کیا جاتا ہے

نجدی وہابیوں کی مُسلم کش کانگریسی لیڈروں سے والہانہ عقیدت

نہرو کے شاندار استقبال کی تیاریاں

پنڈت جواہر لال نہرو نے جب سعودیہ جانا تھا تو اخبارات میں اس کے استقبال کی تیاریوں کے متعلق خبریں اس طرح شائع ہوئیں کہ:

"سعودی عرب میں پنڈت نہرو کی مدارات کا ایسا اِنتظام کیا جا رہا ہے جو الف لیلا کے جاہ و جلال کی یاد تازہ کر دے گا۔ ہر روز طائف کے باغوں سے گلاب کے تازہ پھول طیارہ کے ذریعے ان محلات میں لائے جائیں گے جہاں نہرو قیام کریں گے۔ وزیرِ اعظم (نہرو) اور ان کی پارٹی کے لیے شاہی توشہ خانوں میں خاص اِنتظامات کیے جا رہے ہیں۔ ہوائی مستقر سے ریاض میں شاہ سعود کے نہایت پُرشکوہ محل تک نہرو کو جلوس کی صورت میں لے جایا جائے گا۔ جس کی پیشوائی شاہ کا محافظ دستہ اور موٹر سائیکلوں پر سوار فوجی کریں گے۔ تمام شاہراہوں کو بھارتی اور سعودی پرچموں سے مزین کیا جائے گا۔"

(روزنامہ امروز لاہور ۲۱ اگست ۱۹۵۶ء)

نہرو کے لیے دُعائیں

مکہ معظمہ کے ایک روزنامے "البلاد السعودیہ" نے پنڈت جواہر لال نہرو کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے اداریہ "بھارتی تنہرو کو عرب میں خوش آمدید" میں لکھا ہے کہ:

"سعودی عرب ایک رہنما (نہرو) کو خوش آمدید کہنے میں فخر محسوس

کرتا ہے۔ مسٹر نہرو ایک ایسی شخصیت ہیں جو ہمیشہ پُرامن اور دانشمندانہ پالیسی کے قائل رہے ہیں۔ آخر میں اس اخبار نے دُعا کی ہے کہ امن کا یہ داعی (نہرو) ہزاروں برس جیئے۔

شاہ سعود کی "موتمر اسلامی" کے سیکرٹری "کرنل انور سادات" نے بھی سرکاری روزنامے "الجمہوریہ" میں پنڈت نہرو کو "ایشیائی فرشتہ" بتایا ہے۔ یہ اخبار لکھتا ہے، "اے ایشیا کے فرشتے (نہرو) تم پر سلامتی ہو۔"

آگے چل کر کرنل سادات لکھتے ہیں کہ:

"مسٹر نہرو کی نرم اور ملائم آواز توپوں کی گرج سے کہیں زیادہ باثر ہے کیونکہ یہ سچائی کی علم بردار ہے۔"

(روزنامہ کوہستان لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء)

"سعودی عرب میں نہرو کا مرحبا نہرو رسول السلام اور جے ہند کے نعروں سے استقبال شاہ سعود نہرو کی پنج شیلا پر ایمان لے آئے۔ سعودی عرب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہرو کے استقبال کے لیے عرب (نجدی) عورتیں بھی موجود تھیں۔ یہ خواتین ٹرکوں اور کیڈیلاک کاروں میں بیٹھی ہوئی مسٹر نہرو کو نقابوں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہی تھیں۔ ریاض پہنچنے پر شاہ سعود نے نہرو کو گلے سے لگا لیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۷، ۲۸، ۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء)

نجدیوں کے نعرہ نہرو رسول السلام پر ہندو اخبار کا تبصرہ

بھارت کے ہندو اخبار "تیج" دہلی مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء کے اداریہ میں "خوش آمدید" "پیغمبرِ امن" کے عنوان کے تحت دوسری باتوں کے علاوہ حسب ذیل فقرے موجود ہیں۔

(۱) پردھان منتری شری جواہر لال نہرو "پیغمبرِ اسلام" کی دُنیا میں پہنچے تو ان کا استقبال "پیغمبرِ امن" کے نعروں سے کیا گیا۔

(۲) اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ سلامتی کے ہیں پیغمبرِ اسلام

کے معنے ابھی امن و سلامتی کے پیغام بر" کے ہیں۔
(۳) پیغمبر اسلام کے ملک کے باسیوں (نجدیوں) نے پنڈت جی کی عزت افزائی کے لیے وہی لفظ منتخب کیا جس پر اسے ناز ہے۔ جس کی وجہ سے دنیائے اسلام میں عرب دیش کی عزت ہے۔
(۴) (پنڈت جی) کے اس دورہ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ تو وقت بتائے گا مگر اس سے کفر اور کافر کے فلسفہ میں تبدیلی ہوگئی تو یہ دورہ کی بہت بڑی فتح ہوگی
(نوائے وقت لاہور یکم اکتوبر ۵۶ء کالم ایڈیٹر کے نام خطوط)

احتشام الحق تھانوی سے مذمت

دیوبندیوں کے مولوی احتشام الحق تھانوی نے بھی نجدی وہابیوں کی اس ہندو نوازی کی مذمت کی ہے جو کہ روزنامہ جنگ نے درج کی ہے۔

"کراچی ۲۷ ستمبر (اسٹاف رپورٹر) مولانا احتشام الحق تھانوی نے آج رات ایک بیان میں کہا ہے کہ سرزمین حجاز کے دارالخلافہ ریاض میں بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو کے استقبال پر "مرحبا نہرو رسول السلام" سے جو ننگ اسلام اور اسلام سوز قسم کے نعرے لگائے گئے۔ ان سے نہ صرف یہ کہ مسلمانان عالم کے دینی و ملی جذبات غیرت کو ناقابل برداشت صدمہ پہنچا ہے۔ بلکہ متولی حرمین شریفین کی اس موحدانہ دینداری کا پول بھی کھل گیا جس کا سارے عالم اسلام میں ڈنکا پیٹا جاتا رہا ہے۔ اس سے قطع نظر کہ سرزمین توحید اور گہوارہ اسلام میں ایک صنم پرست بلکہ منکر خدا اور اللہ کے باغی کو دعوت تکریم دینا اور جوار رسول میں بسنے والے موحدین مردوں اور عورتوں سے خیر مقدم و استقبال کرانا یا سان حرم کے لیے کہاں تک زیب دیتا ہے۔ یا اس احساس ذمہ داری کو کہاں تک پورا کرتا ہے۔ جو حرمین شریفین کی تولیت پر مسلمانان عالم کی طرف سے عائد ہوتی ہے۔ خود یہ بات بھی اپنی جگہ انتہائی شرمناک

اور غیر اسلامی ہے کہ پنڈت نہرو کے لیے "رسول السلام" جیسے اصطلاحی الفاظ استعمال کیے جائیں۔ سعودی عرب کے سفارت خانہ سے جو وضاحتی بیان دیا گیا ہے کہ نامہ نگار عربی کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہے اور رسول سے قاصد کے معنی مراد ہیں۔ نبی کے معنے مراد نہیں۔ میرے نزدیک یہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے اور ممکن ہے کہ نامہ نگار عربی کی ابجد سے حقیقت میں واقف نہ ہو لیکن سعودی عرب کے سفارتی ترجمان سے زیادہ واقفِ اسلام ضرور معلوم ہوتا ہے۔ اور الزام کی تردید کرنے والے ترجمان ممکن ہے کہ عربی کی مہارتِ تامہ رکھتے ہوں مگر اسلام اور تعلیماتِ اسلام کی ابجد سے بھی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں۔ مرحبا رسول السلام کے نعرہ سے ادنیٰ سے ادنیٰ عقل رکھنے والے کو یہ غلط فہمی نہیں ہوتی ہے کہ پنڈت نہرو کو نبی یا پیغمبر بنا دیا۔ یا اس لفظ سے نبی کے معنیٰ مراد لیے ہیں بلکہ یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ رسول سے قاصد کے ہی معنیٰ مراد لیے گئے ہیں۔ یہ اعتراض ہے کہ لفظِ رسول اسلام اور قرآن کریم کی مخصوص اصطلاح ہے۔ جس کی حیثیت شعائر اللہ اور شعائرِ اسلام کی ہے جیسے قرآن، مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ وغیرہ قسم کے بیشمار الفاظ اسلامی شعائر ہیں جو اپنے لغوی معنے سے نکل کر اصطلاحی معنی کے لیے خاص ہو گئے۔ اب ان الفاظ کو لغوی معنی میں استعمال کرنے میں حدودِ دین کا پاس رکھنا ضروری ہے۔ قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ بلکہ شعائر اللہ کی تحلیل ہوتی بے حرمتی اور توہین ہے ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی!

کیا کسی مسلمان کو یہ اجازت ہے کہ وہ اپنی تصنیف کا نام "کتاب اللہ"، اپنے گھر کا نام "بیت اللہ" اور اپنی مسجد کا نام "مسجدِ حرام" اپنے باغ کو "جنت" اپنے تالاب کا نام "کوثر" اور تنور کا "جہنم" اور اپنے

پوشین کا نام "رسول" رکھ لے۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے یہ سب نام صحیح ہیں۔ کیا قرآن کریم میں یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا میں الفاظ کا ادب مسلمانوں کو نہیں سکھایا گیا ہے۔ کیا حدیث کے اندر مسلمانوں کو خبثت نفسی کی ممانعت سے یہی ادب الفاظ نہیں بتلایا گیا ہے۔

سعودی عرب کے سفارتی ترجمان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان کی عربی زبان بھی وہ زبان ہے جس میں اصطلاحات قرآن کی حرمت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اگر اللہ کے باغی کے احترام میں آج ناموسِ رسول کو یہ کہہ کر بھینٹ چڑھایا گیا کہ رسول کے معنے قاصد کے ہیں۔ تو آئندہ تمام شعائرِ اسلام کی حرمت کبھی باقی نہ رہ سکے گی۔ پھر سلامتی دامن کا استعمال بھی کس قدر حیا سوز اور عزت بخش ہے کہ جس کے ملک میں آئے دن خونِ مسلم سے ہولی کھیلی جاتی رہی ہو۔ وہ قاصدِ امن تو کیا ہوتا اس میں امن و سلامتی کا ادنیٰ اشائبہ بھی موجود نہیں ہے۔ خدا کی شان ہے کہ مردم خور درندوں کو قاصدِ امن کے لقب سے یاد کیا جائے۔ ؎

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ہم آخر میں پاسبانِ حرم سے صاف طور پر یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ حرمین شریفین مسلمانانِ عالم کی امانت ہے اور ان پاسبانوں کی طرف سے ناموسِ رسول کی بے حرمتی کبھی برداشت نہیں کی جا سکتی

(جنگ کراچی)

مہاتما گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھانا

روزنامہ نوائے وقت نے فیصل کا گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھانے

کا بھی ذکر کیا ہے کہ:

"ابن سعود نجدی کا لڑکا فیصل جب ۱۹۵۵ء میں ہندوستان پہنچا تو بھارتیوں نے اس کے استقبال میں بھارت سعودی عرب "زندہ باد" "راجکمار سعودی عرب زندہ باد" کے نعرے لگائے۔ امیر فیصل نے بھارت میں راج گھاٹ پر "مہاتما گاندھی کی سمادھ" پر پھول چڑھانے گئے (نوائے وقت ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء)

دیوبندی حضرات کیلئے لمحۂ فکریہ

انہیں سعودی حضرات نے جبکہ بھارت کے دورہ پر آئے اور گاندھی کی قبر پر پھول چڑھائے اسی دورہ میں دیوبندیوں نے مدرسہ دیوبند میں ابن سعود کے بڑے بیٹے کو دعوت دی۔ اور ابن سعود کے بیٹے نے مدرسہ دیوبند کو مالی امداد دی۔ نامعلوم اس وقت دیوبندیوں کی غیرت کہاں گئی تھی۔ اخبار میں ہے کہ:

"ابن سعود کے بڑے بیٹے اور فیصل کے بڑے بھائی جو کہ نجدی حکومت کے فرمانروا بھی تھے ——— شملہ سے آٹھ میل دور آپ نے ہماچل پردیش کے لوگوں کا پیش کیا ہوا لوک ناچ کا ایک پروگرام دیکھا اور جناب صدر معزز وزراء خواتین اور راجندر پرشاد کے جواب میں شاہ سعود نے تقریر فرمائی۔ مدرسہ دیوبند کو پچیس ہزار روپیہ دیا۔" (اخبار سیاست کانپور ۳ دسمبر ۱۹۵۵ء بحوالہ تاریخی حقائق)

جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول

نجدی وہابیوں نے تو گاندھی کی واشنگٹن کی قبر پر بھی پھول چڑھائے۔ چنانچہ روزنامہ کوہستان نے لکھا ہے کہ:

"سعودی عرب کے وزیر دفاع امیر فہد بن سعود نے جو شاہ سعود کے ہمراہ امریکہ آئے ہیں۔ کل امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن کی قیام گاہ کی سیر کی۔ بارش کے باوجود انہوں نے مکان کے

پائین باغ کی بھی سیر کی۔ اور جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے"
(گلستان ۲ فروری ۱۹۵۶ء)

قارئین کرام! آپ نے مستند کتب کے حوالہ جات سے اکابر وہابیہ کی انگریز نوازی اور ہندو سے بھائی چارہ ملاحظہ فرما لیا۔ وہابی انگریزوں کے پٹھو کیوں نہ ہوں۔ جبکہ ہندوستان میں ان کے فرقہ کی بنا۔ انہیں کے ایما پر ڈالی گئی۔ جیسا کہ دیوبندی حضرات کے قاری خلیل احمد لکھنوی نے غیر مقلد وہابیوں سے استفسار کرتے ہوئے واضح الفاظ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ غیر مقلدین کا وجود ہندوستان میں صرف اور صرف انگریز کی وجہ سے ہے۔ وہ استفسارات یہ ہیں:

"دنیا کے تختے میں سوائے انگریزی سلطنت کے اور کہیں آپ کا پتہ نہیں چلتا۔ پھر انگریزی سلطنت سے باہر جا کر بندگانِ خدا کو بچانے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔ مگر تم جانتے ہو اگر تم کسی اسلامی سلطنت میں گئے تو جو قادیانیوں کا حال کابل میں ہوا یا کسی مرتد کی گت اسلامی سلطنت میں ہونی چاہیئے وہی تمہاری ہوئی۔ اس لیے انگریزی سلطنت سے باہر نہیں جاتے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں اور غدر سے پہلے ہندوستان کے کسی شہر میں تمہارا کوئی مذہبی مدرسہ ہے یا تھا۔ تھا تو بتاؤ؟ غدر سے پہلے اور انگریزی سلطنت سے باہر تمہاری کوئی مسجد ہے تو بتاؤ؟ (صاعقۃ التقلید علی الغوی العنید ص ۲۳-۲۴)

جب ہندوستان میں وہابیت کا بیج بونے والے انگریز ہوں تو پھر وہابی کیسے ان

لہ ان نجدیوں کی رسول دشمنی اس سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ گاندھی کی سمادھی اور واشنگٹن کی قبر پر ان نجدیوں نے پھول چڑھائے مگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کی قبور مبارکہ پر پھول چڑھانے ان کے نزدیک بدعت و حرام ہے۔ (فقیر محمد ضیاء العطاری عفی عنہ)

کی نیاز مندی اختیار نہ کریں۔ اور انگریزوں کی حمایت میں فتوے اور کتابیں کیوں نہ شائع کریں۔ نیز انگریز کے خلاف جہاد کرنے کو ناجائز کیوں نہ کہیں۔

جو لوگ امام الانبیاء، محبوبِ خدا، شافعِ روزِ جزاء، شبِ اسرا کے دولہا، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نیاز مند اور خیر خواہ نہیں۔ وہ ملک و ملت کے کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں۔ علماءِ سُو نے ہر دور میں علماءِ حق کے طریق کار اور عقائد کی مخالفت کی ہے۔ علماءِ سُو نے اسلاف سے رُوگردانی کر کے نئے نئے فتنے اور عقائد پیدا کر کے مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ محبوبِ خدا اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ختم کرنے کے لیے عجیب و غریب قسم کے حربے اختیار کیے۔ جیسا کہ آپ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور پاک و ہند میں غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیہ کے متفقہ مجدد سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے حالات میں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ پڑھ چکے ہیں۔ ان فتنوں کے پیچھے کسی نہ کسی کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔ سید احمد اور اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں اس فتنہ وہابیت کا بیج بویا تو نجدیوں سے یہ بیج حاصل کیا۔ اپنے اسلاف سے اُس کو یہ عقائد کہیں نہ ملے۔ حالانکہ اس کے خاندان سے ہی شاہ ولی اللہ دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی تھے جن کا علمی سکہ تمام علمی دُنیا میں مسلم ہے۔ اسماعیل دہلوی نے یہ فیض نجدیوں سے حاصل کیا اور نجدیوں کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی نے یہ فیض ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم سے حاصل کیا۔ اور ابنِ تیمیہ کو یہ فیض ابنِ حزم ظاہری سے ملا۔ اور جس دور میں انہوں نے مسلمانوں میں یہ فتنے برپا کیے تو علماءِ حق فوری طور پر ان کے تردید کے لیے کمربستہ ہو گئے اور مسلمانوں کا تحفظ فرمایا۔

قارئین کرام! آخر میں مخالفین پاکستان کے اکابر نے انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز عبارات لکھیں ہیں پیش کی جاتی ہیں۔

اس آیۃ شریفہ سے اظہر من الشمس ہے کہ رسولِ کل، ہادیٔ سُبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری کائنات کے لیے رسولِ رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ فرمانِ ربی میں ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (پ ۱۷، ع ۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

مندرجہ بالا آیاتِ طیبات سے واضح ہوا کہ دیوبندیوں نے یہ عبارت لکھ کر نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بہت بڑی بے ادبی اور گستاخی کی جسارت کی ہے۔ جو کہ کفر ہے۔

کہیں۔ دیوبندی خطیب الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُستاد بنتے ہیں۔ کہیں یا ہادیٔ کل صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو گرنے سے بچاتے ہیں۔ ان کی ذہنی خباثتوں کا اندازہ انہیں ہزکلات سے عیاں ہوتا ہے کہ جو کُل کائنات کی فریاد رس کے وہابی اس شخصیت کو اپنا محتاج قرار دے رہے ہیں۔ دیوبندی وہابیوں کے دورِ حاضرہ کے نام نہاد شیخ القرآن مولوی غلام خان صاحب کے اُستاذ مولوی حسین علی صاحب آف واں بھچراں ضلع میانوالی کی درج کردہ خواب سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے وہ خواب درج کیا جاتا ہے۔

دیوبندیوں کے مولوی حسین علی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پُل صراط سے گرنے سے بچا لیا!

دیوبندیوں کے مولوی غلام خان آف راولپنڈی کے اُستاد مولوی حسین علی آف واں بھچراں نے لکھا ہے کہ

رَاَیْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَانَقَنِیْ وَذَھَبَ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مجھے بصورت معانقہ

فِی مُعَانَقَۃٍ عَلَی الصِّرَاطِ اَیْ پُلِ صِرَاط رَاَیْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ لِیْ..... خُتِمَ عَلَیْہِ بِیَدِہِ الْمُبَارَکَۃِ وَکَانَ مَعَہٗ اَکْثَرُ الْاَکَابِرِ دَعَوْتُ عِنْدَ بَیْتِ اللّٰہِ الْحَرَامِ ثُمَّ جِئْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَعَانَقَنِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَّمَنِیَ اللَّطَائِفَ وَالْاَذْکَارَ وَرَاَیْتُ اَنَّہٗ یَسْقُطُ فَاَمْسَکْتُہٗ وَاَعْصَمْتُہٗ مِنَ السُّقُوْطِ

(مبشرات ملحقہ بلغۃ الحیران)

پُل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ آپ نے مجھے مُہر لگا کر ایک تحریر دی ہے۔ اور آپ کے ساتھ بہت سے اکابر بھی تھے۔ میں نے بیت اللہ شریف کے پاس دعاء مانگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور میں نے الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ عرض کیا تو آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور اذکار سکھائے اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پل سے گر رہے ہیں۔ تو میں نے آپ کو گرنے سے بچا لیا۔

قارئین حضرات! اب آپ خود ہی انصاف کریں کہ ایک مسلمان اپنی اُمتی ہونے کی حیثیت سے ایسی بات کبھی بیان نہیں کر سکتا۔ جو رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شافع محشر ہوں۔ جو خود گرنوں کو سنبھالنے والے ہوں۔ جو قیامت کے روز پُل صراط پر کھڑے ہو کر رب کریم کی بارگاہ میں رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کی دعائیں کریں۔ ان کے بارے میں دیوبندی وہابی مولویوں کے امام اور سردار مولوی حسین علی نمان آف واں بھچراں یہ کہیں میں نے ان کو گرنے سے بچا لیا۔ کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ یہ ہے دیوبندی اکابر کا ایمان مگر میرے اعلیٰحضرت۔ مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ القوی کا ایمان اور عقیدہ یہ ہے۔ ؎

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریئے ہے رب تمم صدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

جیسا قرار دیتے ہیں اور کہیں گنگوہ کو کعبۃ اللہ سے افضل قرار دیتے ہیں۔
جیسا کہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے مرثیہ میں کہا ہے کہ

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ ص۱۳)

سرد آہیں گرم آنسو۔ آنسوؤں میں خونِ دل
کہہ رہے ہیں اس طرح افسانہ در افسانہ ہم

دیوبندی نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُستاد ہیں!

دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ:
"ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ نے فرمایا ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔"

(براہینِ قاطعہ ص۲۶ مطبوعہ دیوبند)

قارئینِ عظام! مندرجہ بالا بیان میں امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کس قدر توہین اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ کہ دیوبندی مولویوں کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُستاد قرار دیا ہے۔

حالانکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنا اصول بیان فرمایا ہے کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ (پ ۱۳ ع ۱۳)

اور ہم نے ہر رسول اُس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

؎ جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اِک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انسانوں کی وفات برابر ہے

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی لکھا ہے کہ

عقیدہ ۱:۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انسانوں کی طرح وفات پاگئے۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر صـ ۲۵ اپریل ۱۹۳۱ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے ہی لکھا ہے کہ

عقیدہ ۵:۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ اس آیت سے عام اولیاء اللہ یا انبیاء کا ذکر نہیں۔ بلکہ خاص شہیدوں کا ذکر ہے۔ شہید وں کی زندگی ایسی نہیں جیسی ہم لوگوں کی ہے۔ (اہلحدیث امرتسر صـ ۱۲ اپریل ۱۹۱۲ء)

شہداء کو مُردہ اعزازی طور پر نہ کہیئے

عقیدہ ۱۶:۔ شہداء کو اعزازی طور پر مُردہ کہنے سے منع کیا ہے۔

(اہلحدیث امرتسر صـ ۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

اللہ کریم نے وہابیوں کے عقائد کو باطلہ کا بطلان خود ان کے ہی مولوی قاضی شوکانی سے ثابت کرادیا تاکہ وہابی قیامت تک اپنے مسلک کو نچا نہ گردان سکیں۔

قاضی شوکانی کی عبارت یہ ہے۔

فَاَثْبَتَ اَنَّ الشُّهَدَاءَ اَحْيَاءٌ يُرْزَقُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ وَ

پس شہداء کا اپنی قبور میں زندہ ہونا اور انہیں رزق دیا جانا ثابت ہوا۔ تو حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسلم بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
منہم۔ (نیل الاوطار ص ۱۰۱ ج ۳)

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اُمتی عمل میں نبی کے برابر تک کہ بڑھ بھی جاتا ہے

دیوبندی وہابیوں کے امام اور نام نہاد قاسم العلوم مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ:-

عقیدہ:- انبیاء اپنی اُمت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بہت وقتوں میں بظاہر اُمتی مساوی و برابر ہو جاتے ہیں بلکہ اُمتی نبیوں سے عمل میں بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

بانی مدرسہ دیوبند کا یہ عقیدہ بھی قرآن و حدیث کی واضح طور پر مخالفت کر رہا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ (پ ۳۰) اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ جو کسی کو نیک عمل سکھائے یا بتائے اور جو اُس نیک عمل پر گامزن ہو تو جتنا ثواب نیک عمل کرنے والے کو ہوگا اتنا ہی اجر اُس نیک عمل بتانے والے کو بھی ملے گا اس مسئلہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قیامت تک اُمت محمدیہ جو بھی نیک عمل کرے گی۔ جتنا ثواب کل اُمت کے نیک کام کرنے والوں کو ملے گا اتنا ہی اجر ہمارے آقا و مولا اور ہادی و رہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے نامۂ اعمال میں جمع ہوگا۔ کیونکہ سب نیکیاں بتانے والے محبوب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

انبیاء کرام بڑے بھائی ہیں

عقیدہ: اولیا، انبیاء، امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہیں ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص۴۰)

بڑے بھائی کو گالی دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ مگر نبی کو گالی دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے پھر وہ بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ (پ۲۶ ع ۱۲)	اے ایمان والو، اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ادب کے عالم کا تذکرہ پروردگار عالم نے قرآن حمید میں اس شان سے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (پ۲۶ ع ۱۳)	بیشک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

مقام عبرت ہے کہ صحابہ عظام علیہم الرضوان تو اپنی آوازوں کو پست رکھیں مگر دلہنوں کا امام دلہوی قتیل بڑا بھائی کہنے کی جسارت کرے۔

نماز میں بڑے بھائی کو سلام کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر محبوب خدا کا مقام یہ ہے کہ جب تک نمازی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَکَاتُہٗ نہ پڑھے تب تک نماز ہی نہیں ہوتی۔ غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے بزرگ اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل کا یہ عقیدہ امام الانبیا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں بہت بڑی بے ادبی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

نبی ایسے سردار ہے جیسے گاؤں کا چودھری

عقیدہ: سردار کے لفظ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو۔ اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے۔ جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے۔ ان معنوں میں اُس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو۔ کہ اصل حاکم کا حکم اوّل اُس پر آوے اور اُس کی زبانی لوگوں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴)

مولوی اسماعیل دہلوی نے انبیاء کی سرداری کو قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کے برابر اور مثل قرار دیا ہے۔ جو کہ انبیاء کرام کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے ہر پیغمبر کے الفاظ میں حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی شامل ہے لیکن ہمارے آقا تو صرف اُمت کے سردار ہی نہیں بلکہ سید المرسلین یعنی مرسلین کے بھی سردار ہیں حبیب خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی سرداری کو قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کے برابر قرار دینا کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ جو کہ صریحاً کفر ہے

قارئین! گاؤں کے چودھری کی کوئی تعظیم نہ کرے اور توہین کر دے تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا مگر حضور پُر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے

یارسول اللہ یا علی کہنے والوں کو قتل کرنا جائز ہے!

عقیدہ: امام الوہابیہ اسماعیل[1] غزنوی لکھتے ہیں کہ:

"جو کوئی یارسول اللہ (صلعم)، یا ابن عباس یا عبدالقادر جیلانی یا اور کسی بزرگ مخلوق کو پکارے یا اُس کی دُہائی دے۔ اس پکارنے سے اُس کا مدعا دفع شر یا طلب خیر ہو یعنی ایسے امور میں امداد حاصل کرنا ہو۔ جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں ہیں مثلاً کسی بیمار کا تندرست کرنا یا دشمن پر فتح حاصل کرنا یا کسی دُکھ سے محفوظ رہنا وغیرہ۔ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی دُوسرے سے امداد طلب کرنا شرک ہے۔ جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں۔ شرک اکبر کے مرتکب ہیں۔ اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعل حقیقی فقط رب العزت ہے۔ اور ان صالحین سے دُعا کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ان کی سفارش سے مراد بر آئے گی۔ گویا یہ ایک واسطہ ہیں۔ یعنی ان کا فعل بہر حال شرک ہے۔ اور ایسے لوگوں کا خون بہانا جائز ہے۔ اور ان کے اموال کا لوٹ لینا مباح ہے۔"

(تحفہ وہابیہ ص۵ مصنفہ اسماعیل غزنوی)

---

[1] یہی مولوی اسماعیل غزنوی یکم جون ۱۹۴۵ء کو بلیک مارکیٹ کے الزام میں گرفتار ہوئے تھے (اہلحدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۴۵ء)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں

وہابیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

عقیدہ: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص۲)

دُنیا بھر کے دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کو چیلنج

ہم اعلان کرتے ہیں کہ خاتم الانبیا شافع روز جزا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث شریف ایسی پیش کریں جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ جب ایسا کسی حدیث میں نہیں تو پھر امام الوہابیہ کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ نبی پاک کا فرمان ہے:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

خداوند کریم جل جلالہٗ تو شہدا کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۲ ع۳)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں تمہیں خبر نہیں۔

رسولِ مختارِ سرکارِ ابد قرار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ۔ (ابن ماجہ ص۱۱۱)

بے شک اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کی رُو سے یہ عقیدہ کفر ہے۔ لہٰذا اس عقیدہ پر مرنے والا اور ایسے عقیدہ والے کو شہید حق۔ بزرگ ولی۔ مجدد وغیرہ سمجھنے والا بھی یقیناً کافر ہے۔

خاک میں تیرے کہتا ہے کیے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین بھی خاک میں عزت تیری

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ہی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا شرک سے خالی نہیں" (فتاویٰ رشیدیہ صـ ج ۲)

"جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالےٰ ہے ثابت کرے اس کے پیچھے نماز درست نہ ہو۔"

(فتاویٰ رشیدیہ صـ ۱۱۴ ج ۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو صبی مجنون اور بہائم سے تشبیہ

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان صـ ۱۶)

شیطان اور ملک الموت کا علم ثابت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ثابت نہیں

دیوبندیوں کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد

سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان[1] ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے۔" (براہین قاطعہ ص۵۱ مطبوعہ دیوبند)

عقیدہ:۔ "اعلیٰ علیین میں رُوحِ مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ" (براہین قاطعہ ص۵۲)

علمِ شیطان کا ہوا علمِ نبی سے زائد
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری

دیوبندی وہابیوں کے قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے بھی عقائد کے متعلق لکھا ہے کہ:

عقیدہ:۔ "رسول اور اُمتِ رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علمِ غیب نہیں۔" (فرقان توحید نمبر کراچی ص۱۰)

عقیدہ:۔ "علمِ ماکان ومایکون خاصۂ خداوندی ہے۔ جس میں کوئی بھی غیر اللہ اس کا شریک نہیں ہو سکتا۔" (فرقان توحید نمبر کراچی ص۱۱۴)

عقیدہ:۔ حضرت سید الاولین والآخرین کے لیے علمِ غیب کا دعوے اور

---

[1] شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔ جو شخص نص کا دعوے کرتا ہے۔ وہ قرآن و حدیث پر نہایت ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو خصوصِ قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افترا عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے جو آوازیں آئیں وہ شیطان کی چالیں تھیں !

وہابیوں کے امام اور مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ،

عقیدہ قبر کو پوجنا شرک کی ابتدا ہے۔ اس لئے اس کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ کوئی عجیب و غریب تصرف نظر آتا ہے جسے وہ مردہ کی کرامت سمجھتے ہیں۔ مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہو گئی، مردہ باہر نکل آیا، باتیں کیں، معانقہ کیا۔ اس طرح کی چیزیں بہتیروں اور ان کے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آتی ہیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں۔ جو آدمی کے بھیس میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کارشمہ دکھاتا ہوا کہتا ہے۔ کہ میں فلاں نبی یا فلاں شیخ ہوں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانی شکل میں مدد کرنا شیطان کا مدد کرنا ہے !

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ،

عقیدہ قبر پوجنے شرک میں کسی کی امداد نہیں کرتے۔ نہ جانتے ہیں، نہ عرض میں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں۔ البتہ شیاطین کبھی کبھی ان کی مدد کرتے اور انسانی شکل میں ان کے سامنے نمودار ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ پھر کبھی کوئی شیطان ان سے کہتا ہے میں

ابراہیم ہوں، مسیح ہوں، محمد ہوں، خضر ہوں، ابوبکر، عمر، عثمان، علی
یا فلاں شیخ طریقت ہوں۔

(کتاب الوسیلہ ص۱۴۴)

قارئین کرام! مندرجہ بالا باتوں کا عقیدہ طبرانی شریف کی حدیث شریف کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا نصرت فرمانا شیطان کی آواز پاشیطانی مدد قرار دی جائیگی جو کہ کفر ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف سے آواز آنے کے کئی واقعات ہیں مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے اذان کی آواز سننے کی روایت درج ہے۔

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار خلیفۂ رسول خلیفۂ اول خلیفۂ برحق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو قبر نبوی کے پاس لے جانا اور قبر سے یہ آواز آنا کہ ایک دوست کو دوست کے پاس داخل کرو، درج فرمائی ہے جس کو دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی جمال الاولیاء ص۳۶ میں درج کیا ہے۔

خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کردے

امام الوہابیہ والدیابنہ اسماعیل دہلوی قتیل نے ایسا عقیدہ لکھا ہے کہ جس سے ختم نبوت کے انکار کا دروازہ کھلا ہے۔

عقیدہ: اس شہنشاہ (اللہ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ، جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۲ مطبوعہ دہلی)

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے امام کے اس عقیدہ سے ختم نبوت کا انکار واضح ہے

نیز دہلوی کی علمی قابلیت اور قرآن دانی کا سارا راز بھی فاش ہو جاتا ہے۔ دراصل اس میں دہلوی نے یہ گستاخی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ آیت کو صحیح نہ سمجھنے کی بنا پر کی ہے۔ حالانکہ اُس بیچارے کو اتنا علم نہیں کہ مفسرینِ عظام علیہم الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مَا یَشَاءُ قَدِیْرٌ ہ	بے شک اللہ تعالےٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔

ربِ کریم کا یہ بھی اعلان ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ۲۲ ع ۲)	محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں میں پچھلے۔

جب اللہ کریم نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ پھر اسی کی وضاحت اعلانیہ طور پر تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمادی۔

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ	میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن و حدیث کے ان واضح فرامین کے باوجود اسماعیل دہلوی یہ عقیدہ رکھے کہ خدا کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کر ڈالے۔

خدا اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ اگر محمد پیدا کرے گا تو نبوت بھی دے گا۔ اور اگر نبوت دے گا تو خاتم النبیین جو اللہ کا فرمان ہے وہ غلط ہوتا ہے جبکہ پروردگارِ عالم کا یہ بھی اعلان ہے

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا۔ (پ۵ ع ۸)	اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے

لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ۔ (پ ۷ ع ۱۲) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔
وہابیوں کے امام دہلوی نے ہی مرزا قادیانی کو یہ راستہ دکھایا۔ رہنمائی دہلوی نے کی اور دعوے قادیانی نے کیا کہ:

منم مسیحِ زماں منم کلیمِ خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۹۷)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال گدھے کے خیال سے کئی درجے بدتر ہے

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام اور مجدد اسماعیل قتیل نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے کینہ اور بغض کا ثبوت اپنے مندرجہ ذیل عقیدہ میں روزِ روشن کی طرح دیا ہے جو کہ درج ہے۔

عقیدہ: از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند۔ بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔

(نماز میں) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ اور شیخ یا اُسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص ۸۶ مطبوعہ دہلی)

ناظرینِ کرام! ابوالوہابیہ اسماعیل دہلوی قتیل کا مندرجہ بالا نظریہ اور عقیدہ کس قدر دلسوز اور عشاقِ رسول کے جذبات کو چھلنی کر دینے والا ہے۔ اسلاف کا عقیدہ تو یہ ہو کہ جب نماز میں تشہد پڑھتے وقت بارگاہِ رسالتمآب میں ہدیہ سلام السلامُ علیک ایہا النبی پیش کرے تو اُس وقت یہ سمجھتے ہوئے پڑھے کہ امام الانبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بالمشافہ سلام عرض کر رہا ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی نے لکھا ہے کہ:
میں نے اپنے سردار علی خواص علیہ الرحمۃ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جُدا نہیں ہوتے۔
فیخاطبونہ بالسلام مشافہۃ پس حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بالمشافہ سلام عرض کریں۔ (میزان الکبریٰ ص۱۶۶ ج ۱ مطبوعہ مصر)

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ:
جب تشہد کے لیے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تعظیم کی ہیں خواہ صلوٰت ہو یا طیبات یعنی اخلاق ظاہر وہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اسی طرح مُلک خدا کے لیے ہے۔ اور یہی معنے التحیات کے ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہو۔

(احیاء العلوم باب چہارم جلد اوّل)

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ:
بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بحضرت سرایں حقیقت محمدیہ است در ضمائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات معلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنے آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ قدرت نہیں

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابیوں کے امام اور مجدد اسماعیل دہلوی قتیل نے عقیدہ لکھا ہے کہ:

عقیدہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۲۶)

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کے عذاب سے عام آدمیوں کی طرح ترساں و لرزاں ہیں

وہابیوں کے نام نہاد مجدد ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ:

"ملائکہ و انبیاء بھی ویسے ہی خدا کے بندے ہیں۔ جیسے کہ تم خود ہو۔ اور وہ بھی اس کی رحمت کے طالب اور اس کے عذاب سے اسی طرح لرزاں و ترساں ہیں جس طرح تم خود ہو۔" (کتاب الوسیلہ ص۴۲)

انبیاء لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں

وہابیوں کے مجدد محمد بن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ ہے کہ

عقیدہ:۔ انبیاء بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔ (کتاب التوحید مترجم ص۲۹)

قارئین عظام:۔ آپ خود اندازہ کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں کتنی بڑی گستاخی اور بے ادبی ہے جس توحید کا پرچار کرنے کے لئے حق

تعالےٰ نے انبیاء عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ وہ اور ہر نبی کے حکم کا پہلا جزو کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی ہے۔ مگر وہابیوں کا نام نہاد شیخ الاسلام اور مجدد اعظم ان کے ہی متعلق ہی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اپنے کلمہ کی پہلی جزو کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں یہ عقیدہ دشمنان انبیاء کا ہی ہو سکتا ہے کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔

خاتم الانبیاء شہنشاہ دوسرا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی انبیاء میں آجاتے ہیں۔ میرے سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ ابن ماجہ ترمذی شریف ص مشکوٰۃ شریف ص۲۰۱

انبیاء اور اولیاء کو سفارشی ماننے والا ابوجہل جیسا مشرک ہے

عقیدہ: جو کوئی کسی (انبیاء و اولیاء) کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے اور نذر و نیاز کرے گو اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہے سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۵ مطبوعہ دہلی)

عقیدہ: سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل ہی سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷)

عقیدہ: انبیاء اور اولیاء اللہ تعالےٰ کی عطاء سے تصرف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ یہ سب کچھ شرک اور خرافات ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۶ مصنفہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ